غوث صمدانی، قیوم زمانی، امام ربانی

حضرت مجدد الف ثانی الشیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ

نام ونسب:

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ ۱۴ شوال ۹۷۱ھ جمعہ کی شب سرہند شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ کی کنیت ابوالبرکات، لقب بدرالدین اور نام احمد رکھا گیا، بعد میں قیومِ اول امام ربانی مجدد الف ثانی کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہُ سے جا ملتا ہے۔ آپ کی پانچویں پشت میں امام رفیع الدین بانی سرہند شریف کا نام آتا ہے۔ آپ کے والد ماجد حضرت شیخ مخدوم عبدالاحد ہیں اور دادا حضرت شیخ زین العابدین ہیں۔

خطہ سرہند شریف کا پسِ منظر:

سلطان فیروز شاہ تغلق کے دورِ حکومت میں شاہی خزانہ پنجاب سے دہلی جا رہا تھا قافلے کا ذکر اُس جنگل سے ہوا جہاں آج کل سرہند شریف واقع ہے تو ایک صاحبِ کشف، مردِ کامل حضرت خواجہ حمید الدین قدس سرہ (جو قافلے میں شامل تھے) نے انکشاف کیا کہ ایک بہت بڑے ولی اللہ اس مقام پر پیدا ہوں گے۔ حضرت سید جلال الدین بخاری المعروف بہ مخدوم جہانیاں (جو سلطان فیروز شاہ تغلق کے مرشد تھے) نے بھی اپنے کشف سے معلوم کیا اور سلطان کو حکم دیا کہ اس جنگل میں شہر آباد کیا جائے۔

حسنِ بے پرواہ کو اپنی بے نقابی کے لئے
ہوں اگر شہروں سے بن پیارے تو شہر اچھے کہ بن

چنانچہ اس شہر کی تعمیر کا مقدس فریضہ حضرت شیخ رفیع الدین کے سپرد کیا گیا حضرت شاہ بوعلی قلندر اور حضرت امام رفیع الدین دونوں نے ایک ایک اینٹ اٹھا کر شہر کی بنیاد رکھی۔ حضرت شاہ شرف الدین بوعلی قلندر نے امام رفیع الدین کو بشارت دی کہ وہ عظیم ولی آپ کی اولاد میں سے ہوگا۔ چنانچہ سب سے پہلے امام رفیع الدین نے شہر کا نام سیر ہندر کھا جو بعد میں سرہند کے نام سے مشہور ہو گیا اور آپ نے وہیں سکونت اختیار کر لی۔ حضرت امام رفیع الدین کا مزار مبارک سرہند شریف کے قریب واقع ہے۔ یہ شہر تین سو سال سے زیادہ عرصہ آباد رہا بعد ازاں سکھوں نے ۱۷۰۷ میں حملہ کر کے قبضہ کر لیا اور حکومت قائم کی لیکن یہ شہر زیادہ دیر تک آباد نہ ہوسکا اور اب تک ویران پڑا ہے۔

بعض بزرگوں کا خیال ہے کہ اس شہر کی آبادی کی جگہ ایک وحشت ناک جنگل واقع تھا جہاں درندے رہتے تھے اس جنگل کا نام ہندی میں سہرند (سہ کا مطلب شیر، رند کا مطلب جنگل) یعنی ''**شیروں کا جنگل**'' تھا۔

سرہند شریف کی عظمت اس وجہ سے بھی ہے کہ اس شہر کے قریب وجوار میں انبیاء علیہ السلام کی قبریں ہیں اور آپ کو انبیاء کرام کے مزارات کا انکشاف ہوا۔ چنانچہ مکتوبات شریف میں ہے:

''بخارا اور سمرقند سے بیج لاکر سرزمین ہند (سرہند) میں جس کو بطحاء کی خاک سے سرمایہ حاصل ہے بویا گیا پھر سالہا سال آب وصل سے اس کی تربیت کی گئی''۔

حضرت کا خمیر بقیہ طینت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوات (خمیر جسم اقدس) سے تیار کیا گیا۔

شواہد التجدید

مجدد الف ثانی رسالت مآب ﷺ کی نظر میں

ہمارا ایمان ہے کہ حضرت آدم تا ایں دم و بعد از حشر ونشر کے تمام احوال و واقعات سرکار کائنات محمد ﷺ کی نگاہِ نبوت میں تھے جس کا تفصیلی ذکر کتبِ احادیث میں موجود ہے۔ حضور ﷺ نے اُمت کی خیریت ختم ہو جانے کے متعلق دو مدتوں تک اطلاع دی تھی آپ ﷺ نے فرمایا:

۱۔ میری اُمت کی عمر (خیریت) پانچ سو برس ہے۔

۲۔ میری اُمت کی عمر (خیریت) ہزار برس ہے۔

فتنہ تاتار:

چنانچہ پانچویں صدی گزرنے پر فتنہ تاتار عیاں ہوا جس نے قبائے خلافت کو تار تار کر دیا مسلمانوں کا لہو پانی کے قطروں سے زیادہ ارزاں ہو گیا اور لاکھوں علماء وصلحاء کو قتل کر دیا گیا اور ان کی لاشیں بے گور وکفن پڑی رہیں اور عباسی خلیفہ مستعصم باللہ کی ہڈیاں توڑ دی گئیں۔

فتنہ تاتار کی استیلاء نے علماء واولیاء کو ہند کا رخ کرنے پر مجبور کیا۔ سلطان التمش نے ان کا استقبال کیا اور ایک کروڑ روپیہ لگا کر ان کو آباد کیا بالآخر قدرت ایزدی نے مدد فرمائی اور سلطنت عثمانیہ کی بنیاد رکھی اور اسلام کی نئی روح کا آغاز ہوا۔ علامہ اقبال نے کہا:

ہے عیاں یورش تاتار کے افسانے سے
پاسبان مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے

یہی فتنہ تاتار تھا جو پانچ صدیاں گزر جانے پر ظاہر ہوا اس فتنے کا انکشاف کرتے ہوئے حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ میری اُمت کی عمر خیریت پانچ برس ہوگی۔

دوسری حدیث میں اُمت کی عمر ہزار برس بتائی گئی۔ چھٹی صدی سے گویا اُمت کی تعمیرِ نو ع ہوئی اور اسلام کا جدید دور شروع ہوا اور علماء وصوفیاء نے اسلام کواز سرنو زندہ کیا حتیٰ کہ یہ پانچویں صدی کا دوسرا دور ختم ہوا اور اُمت پھر انحاط پذیر ہوگئی۔ غرضیکہ الف اول (پہلے ہزار سال) کا اختتام اور الف ثانی (دوسرے ہزار برس) کا آغاز ملت اسلامیہ کا دورِ انحاط ہے۔ یہی انحاط تھا جو بعثتِ نبوی کے ہزار برس بعد ظاہر ہوا۔ اسی کی نسبت سے حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری اُمت کی عمر خیریت ہزار برس ہے۔ الف اول کے بعد اسلام پر زوال آنا شروع ہوا اور الف ثانی کے میں اسلام کواز سرنو زندہ کرنے کے لئے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ مبعوث ہوئے۔

فرمانِ نبوی ﷺ:

''بے شک اللہ تعالیٰ اس اُمت کیلئے ہر صدی کے شروع میں کسی ایسے شخص کو مبعوث فرمائے گا جو دین کی تجدید کرے گا''۔

حضرت شاہ ولی اللہ نے آپ کے بارے میں لکھا:

''اور ان سے وہی شخص محبت کرے گا جو مومن اور متقی ہوگا اور وہی شخص بغض رکھے گا جو منافق اور شقی ہوگا''۔

طبقاتِ کبریٰ میں ابنِ سعد نے یہ حدیث نقل کی:

''حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری اُمت میں ایک شخص پیدا ہوگا جس کو صلہ کہا جائے گا (شریعت اور طریقت کو ملانے والا) اس کی شفاعت سے میری اُمت کے بے شمار افراد جنت میں جائیں گے''۔

علماء ومحدثین نے اس حدیث سے شیخ مجددؒ کی ذات لی ہے نیز حضرت مجدد الف ثانیؒ مکتوبات شریف جلد دوم میں فرماتے ہیں:

''اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے دو سمندروں کو ملانے والا بنایا اور دو لشکروں میں صلح کرانے والا بنایا''۔

دو سمندروں سے مراد ''شریعت وطریقت'' ہے اور دو لشکروں سے مراد ''علماء وصوفیاء'' ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

''اللہ گیارھویں صدی کے شروع میں دو جابر حکمرانوں کے درمیان ایک شخص بھیجے گا جو میرا ہم نام (احمد) ہوگا اور نورِ عظیم ہوگا اور اُس کی شفاعت سے ہزاروں افراد جنت میں داخل ہوں گے''۔

حضرت مجدد الف ثانی............اولیاء سابقین کی نظر میں

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ کی نظر میں:

حضرت غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ مراقبہ میں تھے کہ ایک نورِ عظیم ظاہر ہوا اس کی روشنی سے کائنات محیط ہو گئی اور اس روشنی سے گزشتہ و آئندہ اولیاء نے استفادہ حاصل کیا آپ متحیر و متعجب ہوئے تو الہام ہوا کہ یہ نور اس شخص کا ہے جو آپ سے پانچ سو سال بعد آئے گا اور دین کی تجدید کرے گا اس کے فرزند اور خلفاء بارگاہ حدیث کے صدر نشین ہوں گے۔

آپ نے اسی وقت اپنا خرقہ اتار کر اپنی مخصوص نسبت ودیعت کر کے بطور امانت اپنے خلیفہ کر سپرد کیا اور نصیحت کی نسلاً بہ نسل کمالِ حفاظت کے ساتھ یہ خرقہ شخص محبوب تک پہنچا کر میرا اسلام کہنا چنانچہ حسبِ وصیت حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ کے پوتے حضرت شاہ سکندر کیتھلیؒ نے تجدید کے دوسرے سال وہ خرقہ آپ کو عنایت فرمایا جس کے بعد آپ نسبتِ قادریہ میں بھی ''جامع'' کہلانے لگے۔

حضرت خلیل اللہ بدخشیؒ فرماتے ہیں کہ:

ہند میں سلسلہ نقشبندیہ سے ایک شخص پیدا ہوگا جو افضل ترین اولیاء اُمت سے ہوگا افسوس ہے کہ مجھے اس عزیز الوجود ہستی سے ملاقات کا شرف حاصل نہ ہو سکے گا چنانچہ اُنہوں نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کی طرف ایک خط تحریر کیا جس میں دعا کی درخواست کی گئی تھی وہ خط اپنے خلیفہ عبدالرحمٰن بدخشی کے سپرد کیا جو ۱۰۲۲ء میں آپ کی خدمت میں پیش ہوا اور آپ نے قبول فرما کے دعا کی۔

علومِ شریعت میں آپ کا مقام:

حضرت امام ربانیؒ نے سات برس کی عمر میں قرآن حفظ کیا۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی مزید تعلیم آپ نے مولانا کمال الدین کشمیری، مولانا محمد یعقوب کشمیری اور مولانا قاضی بہلول بدخشانی رحمہم اللہ سے حاصل کی۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ''الراسخین فی العلم'' میں سے بنایا تھا اس سلسلے میں ''**سواطع الالھام**'' کے چند اوراق بھی آپ کی قلم کے مرہونِ منت ہیں۔ آپ کے علم و فضل کی سب سے بڑی شہادت آپ کے ملفوظاتِ شریفہ ہیں جن میں آپ نے وہ علوم و معارف بیان کیے ہیں جو آج تک کسی نے نہیں بیان کیے۔ قرآن پاک اور احادیث نبویہ کے بعد مکتوبات تمام کتابوں سے افضل ہیں۔ آپ نے متعدد کتابیں عربی اور فارسی میں تحریر فرمائیں جو درج ذیل ہیں۔

(۱) مبداء و معاد (۲) معارفِ لدنیہ (۳) آداب المریدین (۴) رسالہ تہلیلیہ (۵) رسالہ رد روافض (۶) مکاشفاتِ غیبیہ (۷) رسالہ خواجگانِ نقشبند (۸) رسالہ علم الحدیث (۹) شرح رباعیات حضرت خواجہ باقی باللہ (رحمتہ اللہ علیہ) (۱۰) مکتوبات سہ جلد

آپ کی ان تمام کتب میں علوم و معارف کے سمندر موجزن ہیں۔

علم طریقت میں آپ کا مقام:

علوم شریعت سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے تصوف کی عملی تربیت اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی اور سلسلہ چشتیہ صابریہ کا انتساب بھی انہی سے حاصل کیا۔ سلسلہ قادریہ میں آپ کو انتساب حضرت شاہ کمال کیتھلی سے حاصل ہوا اور حضرت شیخ یعقوب کشمیری رحمتہ اللہ سے آپ کو سلسلہ سہروردیہ کی خلافت عطا ہوئی۔ سلسلہ نقشبندیہ میں آپ حضرت خواجہ باقی باللہ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ ہیں۔

حضرت خواجہ باقی باللہ کو ان کے مرشد حضرت خواجہ امکنگیؒ نے حکم دیا کہ آپ افغانستان سے ہندوستان تشریف لے جائیں یہاں آپ کی وساطت سے ایک عظیم ایک عزیز الوجود عظیم ہستی سلسلہ نقشبندیہ میں داخل ہوگی جس سے سارا عالم منور ہوگا اور آپ کو بھی اُن سے حصہ ملے گا چنانچہ شیخ مجددؒ نے وہ بلند مقام حاصل کیا جس کے بارے میں حضرت خواجہ باقی باللہؒ فرماتے ہیں:

''شیخ احمد ایک ایسے آفتاب ہیں کہ ہم جیسے ہزاروں ستارے بھی اس کی روشنی میں گم ہیں''

آپ فرماتے ہیں سرکارِ دو عالم ﷺ سے میری ارادت بہت سے واسطوں سے ہے۔ طریقہ نقشبندیہ میں ''اکیس واسطوں'' سے، طریقہ قادریہ میں ''پچیس واسطوں''، طریقہ چشتیہ میں ''ستائیس واسطوں'' سے۔

''میرا سلسلہ رحمانی ہے کیونکہ میں رحمان کا بندہ ہوں، میرا طریقہ سبحانی ہے کیونکہ میں تنزیہ کی راہ سے پہنچا ہوں''

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے تجدیدی کارنامے

طائرانہ نظر اور الحادِ اکبری کا استیصال:

ہمایوں کے انتقال کے بعد جلال الدین اکبر تختِ شاہی پر براجمان ہوا۔ اس کا خیال تھا کہ ہندوستان اسے ہندو سمجھیں اور مسلمان اسے مسلمان، پارسائی، جین اور عیسائی وغیرہ بھی اسے اپنا ہم خیال متصور کریں اس لئے ضروری ہے کہ مذاہب کے اختلاف کو ختم کر دیا جائے۔ اکبر چونکہ جاہل تھا اس کی رہنمائی اور مذہبی معاملات میں مداخلت اصل میں اُن لوگوں کے ہاتھ میں آئی جو علماء حق نہ تھے، علماء سوء نہ تھے۔ ابتداء میں ایرانی عقائد کو اہلسنت کے عقائد کے مطابق کرنے کی مطابق کرنے کی کوشش کی اور توہین صحابہ کا اقدام کیا، نظریہ وحدت الوجود کو غلط رنگ دیا، اکبر کے محل میں ہندو راجاؤں کی لڑکیاں بھی داخل ہو چکی تھیں، سود، جوا اور شراب جیسی برائیاں عام ہو چکی تھیں، داڑھیاں مُنڈوائی گئیں، غسلِ جنابت کو فضول سمجھا گیا، قرآن کو مخلوق، وحی کو محال، معراج اور شق القمر کو غلط سمجھا گیا، نماز باجماعت ممنوع کر دی گئی، مساجد کی جگہ مندر تعمیر ہو گئے، سجدہ تعظیمی رواج پا گیا نیز ابوالفضل اور فیضی نے اس کے دربار تک رسائی حاصل کر لی تھی۔

بالآخر امام ربانی کی رگِ تجدید بھڑک اٹھی، غیرتِ فاروقی جوش میں آئی اور آپ نے جہاد باللسان اور جہاد بالقلم کے ذریعے اسلامی اقدار کے تحفظ کا کام شروع ہوا۔ آخر آپ شعلہ جوالہ بن کر چمکے اور سطوتِ اکبری کو خاکستر بنا دیا۔

اکبر کے انتقال کے بعد جہانگیر تخت نشین ہوا علماء سوء نے اقتدار کے ہوس میں آپ کی مخالفت شروع کردی اور آپ کے خلاف بادشاہ کے کان بھر دیئے بالآخر شیخ مجددؒ کو بادشاہ کے دربار میں طلب کیا گیا اور سجدہ تعظیمی کا حکم دیا آپ نے سختی سے انکار کیا اور فرمایا:

''اے جہانگیر جو پیشانی معبودِ برحق کے سامنے جھک چکی ہے وہ تیرے سامنے ہرگز نہ جھکے گی''

آپ کے استقلال وعظمت کے پیشِ نظر **علامہ اقبال** نے آپ کو نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے:

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد
وہ خاک کہ ہے زیرِ فلک مطلعِ انوار
اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفس گرم سے ہے گرمی احرار
وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان
اللہ نے بر وقت کیا جس کو خبردار

جہانگیر نے آپ کو قلعہ گوالیار میں قید خانے کا حکم دیا۔ آپ کے قلعہ گوالیار میں قید ہوتے ہی قلعہ کی حالت بدل گئی ذکر وفکر کی محفلیں ہونے لگیں غیر مسلم اسلام سے مشرف ہونے لگے اور قید خانہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے قدم سے آستانہ مجددیہ کی صورت اختیار کر گیا۔

قدرت نے جہانگیر کے ذہن وقلب میں انقلاب پیدا کر دیا اور اس نے خواب میں دیکھا کہ حضورﷺ تاسف اپنی انگلی مبارک دانتوں دبائے ہوئے فرما رہے ہیں:

''جہانگیر! تو نے کتنے بڑے انسان کو قید کر رکھا ہے''

اس خواب کے بعد جہانگیر نے آپ کی رہائی کا حکم دیا۔ رہائی سے پہلے آپ نے سات شرائط پیش کیں جو درج ذیل ہیں:

۱۔ سجدہ تعظیمی موقوف کیا جائے

۲۔ مساجد آباد ہوں

۳۔ ذبیحہ گائے کی اجازت دی جائے

۴۔ قاضی، مفتی اور محتسب مقرر کیے جائیں

۵۔ جزیہ لیا جائے

۶۔احکامِ شرع کی ترویج ہو

۷۔قیدی رہا کیے جائیں

جہانگیر نے تمام شرائط قبول کرلیں ۔ جہانگیر نے تمام باطل عقائد کی پیروی سے توبہ کی اور سفر حضر میں آپ کے ساتھ رہنے کی درخواست کی آپ نے جہانگیر کی درخواست کو قبول کیا اور وہ بدعات وکفریات جو اکبر کے دور میں رائج ہوکر جہانگیر کے دور میں جڑ پکڑ چکی تھیں آپ کے شاندار تجدیدی کارناموں کے سبب ختم ہوگئیں اور اسلام پر پھر سے بہار آگئی۔

وصال:

آپ نے ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ بروز سہ شنبہ بوقت اشراق اس جہانِ فانی سے پردہ فرماگئے۔آپ نے ۶۳ برس عمر پائی۔

آپ کا مزار مبارک سرہند شریف میں ہے جہاں ہر سال ۲۶، ۲۷، ۲۸ صفر کو عرس مبارک منعقد کیا جاتا ہے اور خلق خدا فیوض وبرکات حاصل کرتی ہے۔

ملفوظات شریفہ

۱۔تصورِ شیخ:

اگر ذکر کے وقت بھی شیخ کا تصور بے تکلف ظاہر ہو تو اس کو بھی قلب کی طرف لے جانا چاہیئے اور قلب پر نگاہ رکھ کر ذکر کرنا چاہیئے۔

۲۔پیر کون ہے؟

پیر وہ ہے جس سے تو خدا تعالیٰ کی بارگاہ تک پہنچنے کا رستہ سیکھے اور اس رستہ میں تُو اس سے مدد واعانت حاصل کرے۔

عجب ہی قافلہ سالار ہیں یہ نقشبند
کہ لے جاتے ہیں حرم تک قافلے کو

۳۔نجات کا حصول:

نجات کا حصول اہلِ سنت وجماعت کی تابعداری میں ہے کیونکہ نجات پانے والا یہی گروہ ہے اور اس کے سواہ باقی سب فرقے زوال کے مقام پر ہیں اور ہلاکت کے کنارے پر ہیں آج اس بات کو کوئی جانے یا نہ جانے ،کل بروز قیامت یہ راز سب پر کھل جائے گا لیکن اس دن کا جاننا نفع نہ دے گا۔

"اے اللہ تو ہمیں اس غفلت سے بیدار کردے موت کے بیدار کرنے سے پہلے"

۴۔ارواحِ اولیاء:

حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم عالمِ ارواح میں سے ہیں۔حق تعالیٰ نے ہماری ارواح کو ایسی قدرت کاملہ عطا فرمائی ہے کہ اجسام کی صورت میں متمثل ہو کر وہ کام جو جسم سے وقوع پذیر ہوں ہماری ارواح سے صادر ہوتے ہیں۔

۵۔اولیاء کی توجہ:

یہ اولیاء اللہ وہ لوگ ہیں کہ طالبوں کی تربیت ان کی صحبت پر موقوف ہے اور ناقصوں کی تربیت ان کی توجہ شریفہ پر منحصر ہے۔ان کی نظر امراض قلبی کو شفا دیتی ہے اور ان کی توجہ باطنی بیماریوں کو دور کرتی ہے ان کی ایک توجہ سو چلوں کا کام کرتی ہے اور ان کی ایک نگاہِ التفات کئی سال کی ریاضتوں اور مجاہدوں سے بہتر ہے۔

۶۔انبیاء اولیاء کی شفاعت:

انبیاء اور صالحین کی شفاعت برحق ہے یعنی اللہ کے اذن سے پیغمبر گنہگار مومنوں کی شفاعت کریں گے۔رسول ﷺ نے فرمایا کہ میری شفاعت امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہوگی۔

۷۔کمالِ مصطفےٰ ﷺ:

حضور ﷺ کی اس حدیث میں کہ ”میری آنکھیں سوتی ہیں اور دل نہیں سوتا“ دوامِ آگاہی کی طرف اشارہ نہیں بلکہ امت کے احوال سے غافل نہ ہونے کی خبر دی گئی یہی وجہ ہے کہ نیند میں بھی آپ کا وضو ساقط نہ ہوتا تھا کیونکہ نبی کریم ﷺ جب اپنی امت کے نگہبان ہیں تو غفلت منصبِ نبوت کے مناسب نہیں۔

۸۔صحابہ کرام کی رفعت وشان:

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ افضل ہیں یا حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ تو جواب فرمایا کہ!

”وہ غبار جو حضور ﷺ کے ساتھ معاویہ کے گھوڑے کے ناک میں داخل ہوا وہ عمر بن عبدالعزیز سے کئی درجہ بہتر ہے“

۹۔محفل میلاد:

آپ نے میلاد خوانی کے بارے میں لکھا کہ اگر محفل میلاد میں اچھی آواز کے ساتھ قرآن خوانی کی جائے، حضور ﷺ کی نعت خوانی کی جائے اور بزرگانِ دین کی منقبت کے قصیدے پڑھے جائیں تو اس میں کیا حرج ہے؟ ناجائز تو یہ ہے کہ قرآن کے حروف میں تبدیلی وتحریف کردی جائے، راگنی وموسیقی اور تالیاں بجائی جائیں۔